بسمہ سبحانہ

راویان حدیث پر ایک نظر قسط دوم

عبداللہ ابن عمر

عبداللہ ابن عمر ابن خطاب بعثت کے چھ برس کے بعد پیدا ہوئے اور ہجرت کے وقت اُن کی عمر دس سال سے کم تھی۔ اس لئے کہ غزوۂ خندق کے وقت اُن کی عمر ۱۴ یا ۱۵ سال تھی اس لئے فوج میں شامل کر لیا گیا (طبقات ابن سعد جلد چہارم ص ۲۸۲)۔ اس طرح سے وقت وفات حضرت ابو طالب یہ ۶ برس کے ہو سکتے ہیں۔ جو شخص بڑے سن میں واقعات کی حقیقت سے واقف نہیں تھا تو کمسنی میں اس نے وقت وفات حضرت ابو طالب جو واقعہ ہوا تھا کہ رسول اکرم نے کلمہ پڑھنے کے لئے کہا تھا اور حضرت ابو طالب نے انکار کیا تو اس کو کیا سمجھا اور بتلایا۔

مالک ابن انس سے روایت ہے کہ اُن سے ابو جعفر نے پوچھا کہ تم لوگ ابن عمر سے کیوں روایت کرتے ہو تو مالک ابن انس نے کہا اس لئے کہ انہوں نے اپنے پیش روؤں کو دیکھا اور ان سے علم حاصل کیا تو ابو جعفر نے کہا "پھر انہیں کا قول اختیار کرو اگرچہ وہ حضرت علیؑ اور عباسؓ کے مخالف ہو"۔ اس سے صاف ظاہر ہو گیا کہ عبداللہ ابن عمر کا قول اور فعل حضرت علیؑ کے خلاف رہتا تھا۔ (طبقات ابن سعد جلد چہارم ص ۲۸۹ نفیس اکیڈمی کراچی) میمون کہتا ہے کہ لوگ اُن کو بخیل کہتے تھے۔ واللہ وہ اس چیز میں بخیل نہیں تھے جس میں عبداللہ ابن عمر کو نفع نہ ہو۔ (طبقات ابن سعد جلد چہارم ص ۲۸۴) سیف المازنی سے روایت ہے کہ ابن عمر کہا کرتے تھے کہ "میں فتنے میں قتال نہیں کروں گا اور جو بھی غالب ہو گا اس کے پیچھے نماز پڑھوں گا" (طبقات ابن سعد جلد چہارم ص ۲۹۰) نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ ابن عمر مکہ میں بعد قتل عبداللہ ابن زبیر اور تا ارتحال مکہ، حجاج جیسے ملعون کے پیچھے نماز پڑھتے تھے۔ جب بھی عبداللہ ابن عمر سفر کو جاتے تو ہمسفر سے یہ عہد لیتے تھے کہ دوران سفر "اذان کے بارے میں جھگڑا نہ کرو گے اور نہ ہماری اجازت کے بغیر روزہ رکھو گے"۔ (طبقات ابن سعد جلد چہارم ص ۲۹۰) اذان کے بارے میں جھگڑا کس بات پر ہو سکتا ہے؟ یا تو ذکر اذان میں یا وقت اذان میں۔ عبداللہ ابن عمر کی غذا مرغیاں اور چوزے اور حلوہ ہوتا تھا۔ ہمیشہ زردہ کو خوش ذائقہ کرنا پسند کرتے تھے۔ نافع (یہ انکا غلام تھا) سے روایت ہے کہ عبداللہ ابن عمر کو جو کوئی مال بھیجتا تھا اُسے وہ قبول کرتے تھے۔ میمون بن مہران سے مروی ہے کہ ابن عمر نے عبد الملک بن مروان کو اُس کے خلیفہ بن جانے کے بعد خط لکھا کہ "مجھے معلوم ہوا ہے کہ مسلمان آپ کی بیعت پر متفق ہو گئے ہیں۔ میں بھی اسی میں داخل ہوں جس میں مسلمان داخل ہیں"۔ اور لکھا کہ اما بعد! میں نے اللہ کے بندے امیر المومنین عبد الملک سے اللہ کی سنت اور اس کے رسول کی سنت پر اُن امور میں سمع و اطاعت کی اور بیعت کی جو میں کر سکوں گا اور میرے لڑکوں نے بھی اس کا اقرار کیا۔ (چنانچہ طبقات ابن سعد جلد چہارم ص ۳۱۸) واضح رہے عبد الملک بن مروان وہ شخص ہے کہ جب اسکو خلیفہ بننے کی جب اطلاع ملی تو یہ قرآن پڑھ رہا تھا۔ اطلاع ملتے ہی اُس نے قرآن یہ کہہ کر بند کر دیا کہ "اب تیرا اور میرا ساتھ قیامت تک الگ ہے"۔ احمد بن عبداللہ عجلی کا بیان ہے کہ عبد الملک گندے ذہن کا مالک تھا ایک دن ام درداء صحابیہ رسول اکرم نے عبد الملک سے پوچھا "تم جیسا انسان اب شراب نوشی کرتا ہے؟" تو عبد الملک نے اثبات میں جواب دیا اور کہا "واللہ میں خون خواری بھی کرتا ہوں" (تاریخ الخلفاء جلال الدین سیوطی ص ۲۹۳) عبداللہ ابن عمر ایسے شخص کے بارے کیا کہتے ہیں ملاحظہ ہو۔

عبداللہ ابن عمر کہتے ہیں "لوگ بیٹے پیدا کرتے ہیں لیکن مروان نے باپ پیدا کیا"۔ عبادہ بن نسی کا بیان ہے کہ کسی نے عبداللہ ابن عمر سے پوچھا "آپ کے بعد ہم مسائل دینی کس سے پوچھیں؟" تو ابن عمر نے جواب دیا "مروان کا بیٹا عبد الملک عالم ہے اُس سے پوچھنا"۔ ابن عمر کو بچھو کاٹنے کی وجہ سے جھاڑا گیا (واضح رہے بچھو کو جھاڑنے کا طریقہ جوتے سے ہوتا ہے) اور عبداللہ ابن عمر کو جب لقوہ ہو گیا تو ان کو داغا گیا۔ (طبقات ابن سعد جلد چہارم ص ۲۹۷: موطا امام مالک باب المرض ص ۶۵۵)۔ عبداللہ ابن عمر کو اُن کے والد نے خیبر کی طرف بھیجا تھا۔ یہودیوں نے ان پر جادو کر دیا تھا

تو اُن کی انگلیاں ٹیڑھی ہو گئیں النہایہ فی غریب الحدیث ابن اثیر ج ۴ ص ۲۰۹، غریب الحدیث ج ۳ ص ۸۷۔ ایک اور روایت میں ہے کہ ہاتھ ٹیڑھے ہو گئے تھے)۔ ابو عبد الملک غلام ام مسکین بنت عاصم سے روایت ہے کہ ایک دن عبد اللہ ابن عمر بر آمد ہوئے سب کو سلام کیا ایک آراستہ لڑکی ان کو دیکھ رہی تھی تو کہنے لگے "بڈھے کی طرف کیا دیکھتی ہو جس کو لقوہ نے مارا ہے اور جس سے دونوں اچھی چیزیں جا چکی"۔ (طبقات ابن سعد جلد چہارم ص ۲۹۹)۔

نافع سے روایت ہے کہ بسا اوقات عبد اللہ ابن عمر پر پانچ سو درہم کی قیمتی چادر دیکھی۔ (طبقات ابن سعد جلد چہارم ص ۳۱۰)

ابن حصین، سے مروی ہے کہ جب معاویہ نے کہا کہ اس خلافت کا ہم سے زیادہ کون مستحق ہے؟ عبد اللہ ابن عمر نے کہا کہ میں نے یہ کہنے کا ارادہ کیا کہ وہ شخص تم سے زیادہ مستحق ہے جس نے تم کو اور تمہارے باپ پر ضرب لگائی (حضرت علیؑ) پھر مجھے اندیشہ ہوا کہ اس کے کہنے سے فساد ہو گا خاموش رہا۔ ایسی ہی روایت زہری سے ہے جس میں یہ ہے کہ ابن عمر نے کہا میں نے ارادہ کیا کہ کہوں وہ شخص (حضرت علیؑ) مستحق ہے جس نے تم کو اور تمہارے باپ کو بربنائے اسلام مارا تھا اور انتا مارا تھا کہ تم دونوں اسلام میں داخل ہو گئے۔ (طبقات ابن سعد جلد چہارم ص ۳۱۷)۔

نافع سے روایت ہے کہ معاویہ نے عبد اللہ ابن عمر کو بیعت یزید کے لئے ایک لاکھ درہم بھیجا تو انہوں نے قبول کرتے وقت کہا "میرا خیال ہے کہ معاویہ سمجھتے ہیں ابن عمر کا دین اس قدر ارزاں ہے"۔ (طبقات ابن سعد جلد چہارم ص ۳۱۷، البدایہ والنہایہ تاریخ ابن کثیر جلد ۹ ص ۳۲ نفیس اکڈیمی کراچی)۔ جب یزید کی بیعت کی تو عبد اللہ ابن عمر نے کہا اگر یہ خیر پر رہا تو ٹھیک ہے ورنہ صبر کریں گے۔ (طبقات ابن سعد جلد چہارم ص ۳۱۷)۔ (تاریخ الخلفاء جلال الدین سیوطی ص ۱۹۹)۔

نافع سے روایت ہے کہ جب اہل مدینہ نے بعد قتل امام حسینؑ یزید کے خلاف اُٹھ کھڑے ہوئے تو عبد اللہ ابن عمر نے لوگوں کو جمع کیا اور کہا کہ ہم اللہ اور رسول کے حکم کے موافق یزید کی بیعت کر چکے اب اس سے بغاوت نہیں کر سکتے اگر کوئی بیعت کر کے توڑ ڈالے گا تو اُس میں اور میرے درمیان یہ تلوار ہے۔ (طبقات ابن سعد جلد چہارم ص ۳۱۷) اور صحیح بخاری باب خرج فقال بخلافہ حدیث ۵۲ جلد ۹ ص ۱۷۱۔

اس کے بر خلاف جب لوگ حضرت علیؑ کی بیعت کر چکے تو یہ یعنی عبد اللہ ابن عمر، سعد ابن ابی وقاص (عمر ابن سعد قاتل امام حسینؑ کا باپ)، حسان بن ثابت، ابو سعید خدری، زید بن ثابت، عبد اللہ ابن سلام، اسامہ بن زید، مغیرہ بن شعبہ اور نعمان بن بشیر نے حضرت علی کی بیعت نہیں کی اور علحدہ رہے۔ تیسیر بخاری جلد ۹ ص ۱۵۸ تا ۱۵۹، تاریخ ابن خلدون، ج اول ص ۵۷۴، نفیس اکیڈیمی کراچی، الملل والنحل شہرستانی انگریزی ترجمہ۔

Muslim Sects and Division .... Translated by A.K. Kazi & J.G, Flynn page 118

ایک وقت جب حجاج خطبہ دیا اور کہا کہ "عبد اللہ ابن زبیر نے کتاب اللہ میں تحریف کر دی اور اسے بدل دیا عبد اللہ ابن عمر احتجاجاً کھڑے ہو گئے تو حجاج نے کہا "خاموش رہ تو بڈھا ہو گیا ہے اور بے ہودہ باتیں کرتا ہے اور تیری عقل جاتی رہی ہے قریب ہے کہ تو گرفتار کیا جائے اور تیری گردن ماری جائے اور تیری لاش کو اس طرح گھسیٹا جائے کہ دونوں خصیے پھولے ہوئے ہوں اور اہل بقیع کے لڑکے گھماتے ہوں" (طبقات ابن سعد جلد چہارم ص ۳۱۹)۔

عبد اللہ ابن عمر کی وفات ۷۴ ھ میں چوراسی ۸۴ سن کے تھے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کے ہجرت کے وقت ۹ یا دس سال کے تھے اور حضرت ابو طالب کی وفات کے وقت ۶ یا ۷ سال کے تھے۔

ذیل میں وہ احادیث یا روایتیں ہیں جو عبد اللہ ابن عمر سے منسوب ہیں:۔

۱۔ عبد اللہ ابن عمر بغیر کسی عذر کے نماز مغرب و عشاء دونوں ملا کر پڑھا کرتے تھے۔ صحیح بخاری باب ۱۱۳۳ حدیث ۱۲۹۰۔

۲۔ عبداللہ ابن عمر کے نزدیک جہاد رکن دین نہیں تھا چنانچہ نافع سے روایت ہے کہ ایک شخص عبداللہ ابن عمر کے پاس آیا (حکیم) اور کہا ابو عبدالرحمٰن تم کو کیا ہو گیا ایک سال حج کرتے ہو دوسرے سال عمرہ اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنا تم نے بالکل چھوڑ دیا اور تم جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے جہاد کی کیسی فضیلتیں بیان کیں اور رغبت دلایا۔ عبداللہ ابن عمر نے کہا "میرے بھتیجے اسلام کی بنا پانچ چیزوں پر ہے۔ اللہ اور رسول پر ایمان، پانچ وقتوں کی نماز، رمضان کے روزے، زکوٰۃ، خانہ کعبہ کا حج کرنا۔ بخاری کتاب التفسیر باب ۵۹۱، حدیث ۱۶۴۳۔

۳۔ عبدالصمد بن عبدالوارث سے روایت ہے کہ مجھ سے میرے باپ نے کہا مجھ سے ایوب نے اور انہوں نے نافع سے سُنا کہ عبداللہ ابن عمر نے کہا کہ آیت نسائکم حرث لکم فاتو حرثکم (سورۃ بقرہ) سے مراد یہ ہے کہ مرد عورت کے ساتھ دبر میں جمع کر سکتا ہے۔ بخاری کتاب التفسیر باب ۲۰۰ حدیث ۱۶۴۴۔ تمام علماء کے نزدیک یہ حرام ہے۔ چنانچہ درمختار جلد ص ۴۷۴ کتاب الحدود باب الوطی میں ہے کہ لواطت کو حلال جاننے والا اکثر علماء کے نزدیک کافر ہے۔

۳۔ عبداللہ ابن عمر ایک دن عائشہ کے حجرہ کے پاس بیٹھے تھے عروہ نے اُن سے پوچھا آنحضرتؐ نے کتنے عمرے کئے تو عبداللہ ابن عمر نے کہا چار عمرے کئے اور ایک عمرہ رجب میں کیا تھا۔ عروہ نے للکار کر عائشہ سے پوچھا اے اُم المومنین یہ ابو عبدالرحمٰن (عبداللہ ابن عمر) کیا کہہ رہے ہیں عائشہ نے کہا آنحضرتؐ نے جو عمرہ کئے میں اُن میں شریک تھی مگر رجب میں کوئی عمرہ نہیں کیا۔ صحیح بخاری باب عمرہ ۵۵۵، حدیث ۴۴۳۔

۴۔ عبداللہ ابن عمر نے خواب دیکھا کے دو فرشتے ان کو پکڑ کر جہنم کی طرف لے گئے تو انہیں جہنم میں کچھ لوگ جانے پہچانے نظر آئے۔ صحیح بخاری باب قیام لیل ج ۲ ص ۱۵۶۔

۵۔ جب معاویہ خلیفہ بن گیا تو عبداللہ ابن عمر اپنی بہن حفصہ کے پاس آئے اور اُن سے کہا کہ تم دیکھتی ہو لوگوں نے کیا کیا اور مجھے تو کچھ بھی حکومت نہیں ملی۔ حفصہ نے کہا تم جاؤ اور لوگوں سے ملو (تاکہ لوگ تمہاری طرف راغب ہو سکیں) آخر عبداللہ ابن عمر گئے اور دیکھا کہ معاویہ خطبہ دے رہا ہے اور مطالبہ کیا کہ اگر خلافت کے سلسلے میں کسی کو کچھ کہنا تو اپنا سر اُٹھائے۔ ہم اُس سے اور اُس کے باپ (عبداللہ ابن عمر اور عمر ابن خطاب) سے زیادہ حق دار خلافت ہیں۔ حبیب بن ابی سلمہ نے پوچھا تم نے جواب کیوں نہ دیا؟ تو عبداللہ ابن عمر نے کہا "میں جواب دینے اُٹھ رہا تھا اور کہنے والا تھا کہ تم سے زیادہ حق دار خلافت وہ ہے جو تم سے اور تمہارے باپ سے دین کے لئے لڑتا رہا (اس سے مراد حضرت علیؑ ہیں جو ابو سفیان اور معاویہ سے اسوقت لڑتے رہے جب یہ دونوں کافر تھے) پھر میں ڈرا کے کہیں جھگڑا نہ ہو جائے میں خاموش رہا"۔ یہ سُن کر حبیب بن ابی مسلمہ نے کہا اچھا کیا تم آفت میں نہیں پڑے" تیسیر بخاری جلد ۵ باب خندق ص ۳۵۰۔

۶۔ عائشہ کے سامنے عبداللہ ابن عمر کے اس قول کا ذکر کیا گیا کہ مر جانے والے پر رونے سے مردہ پر عذاب ہوتا ہے۔ عائشہ نے کہا ابو عبدالرحمٰن (عبداللہ ابن عمر) پر رحم کرے اُنہوں نے سنا کچھ اور یاد کچھ نہ رہا۔ حقیقت اس کی یہ ہے کہ ایک یہودی کا جنازہ رسول اکرمؐ کے آگے آیا اور لوگ اس پر روتے تھے تو آپؐ نے فرمایا کہ تم روتے ہو اور اُس پر عذاب ہو رہا ہے۔ چنانچہ عبداللہ ابن عمر نے اس کے قبل بھی ایسی غلطی کی۔ سنا کچھ یا سمجھنے میں غلطی کی یا بھول گئے۔ جیسا کہ رسول اللہؐ نے بدر کے کنویں پر جس میں بدر کے مقتول تھے کھڑے ہو کر جو فرمایا اور عبداللہ ابن عمر نے یوں روایت کی کہ فرمایا رسول اللہؐ نے وہ لوگ (مقتول کافرین) سنتے ہیں جو میں کہتا ہوں۔ حالانکہ عبداللہ ابن عمر بھول گئے رسول اللہؐ نے فرمایا کہ یہ مقتولین کفار اب جان گئے جو میں کہتا تھا"۔ پھر عائشہ نے آیت قرآن پڑھ کر سنایا۔ صحیح مسلم کتاب الجنائز جلد ۲ ص ۳۷۵۔ نعمانی کتب خانہ لاہور۔

۷۔ ابوہریرہ نے کہا رسول اللہؐ نے فرمایا جو جنازہ کے ساتھ جائے اس کو ایک قیراط ثواب ہے۔ اس پر عبداللہ ابن عمر نے کہا ابوہریرہ کثرت سے روایتیں کرتے ہیں (یعنی ان کی روایتیں مشکوک ہیں) جب ابوہریرہ کو معلوم ہوا تو انہوں نے عبداللہ ابن عمر کو لیکر عائشہ کے پاس تصدیق کے لئے

لے گئے۔عائشہ نے ابوہریرہ والی حدیث کی تصدیق کی تو عبداللہ ابن عمر کہا ہم نے کئی قیر لا ضائع کر دیے۔ صحیح مسلم کتاب الجنائز جلد ۲ ص ۳۷۸۔

۸۔ کسی شخص نے عبداللہ ابن عمر سے پوچھا حج تمتع جائز ہے یعنی حج کے ساتھ عمرہ ادا کرنا تو عبداللہ ابن عمر نے کہا حلال ہے تو اُس شخص نے کہا مگر تمہارے باپ تو منع کیا کرتے تھے۔ابن عمر نے کہا اگر ہمارے باپ منع کریں اور رسولؐ اللہ اجازت دیں تو کس کا حکم مانو گے، تو اُس شخص نے کہا رسولؐ اللہ کا۔اس پر عبداللہ ابن عمر نے کہا "بس رسولؐ اللہ نے ایسا ہی کہا ہے" (ترمذی جلد اول ص ۳۰۳)۔

۹۔ حضرت عمر اپنے بیٹے عبداللہ ابن عمر کی قابلیت سے بخوبی واقف تھے۔چنانچہ چند خوشامدی لوگوں نے وقت وفات حضرت عمر کو خلافت کے لئے عبداللہ ابن عمر کا نام پیش کیا جس کو سُن کر حضرت عمر نے کہا "خدا تجھے قتل کرے تجھ پر خدا کی لعنت ہو تو نے یہ کلمہ رضائے خدا کے لئے نہیں کہا بلکہ رضائے عمر کے لئے کہا ہے۔کیونکہ ہم اُسے کیسے خلیفہ بنائیں جو اتنا بھی نہیں جانتا کہ اپنی زوجہ کو کیونکر طلاق دی جائے"۔(تاریخ الخلفاء جلال الدین سیوطی ص ۱۲۹۔ نفیس اکیڈیمی کراچی، صواعق محرقہ، ابن حجر)۔

۱۰۔ خود عبداللہ ابن عمر سے روایت ہے کہ جب حضرت عمر اپنے مرنے نے وقت شوریٰ بنایا تو اہل شوریٰ سے کہا عن عبد اللہ ابن عمر قال قال عمر لاهل شوریٰ للہ درهمه لو ولّوها الاصلع کیف یحملهم علی الحق ولو کان السیف علیٰ عنقه۔ فقلت اتعلم ذالك منه ولو تولیه۔ قال ان لم استخلف واترکهم فقد ترکهم من هو خیر منّی یعنی کس قدر بہتر ہوتا اگر یہ لوگ اصلع کو خلیفہ بناتے کہ کسی طرح وہاں کو حق پر لے چلے گا اگرچہ تلوار بھی اُس کی گردن پر رکھ دی جائے۔ عبداللہ ابن عمر نے کہا پھر آپ اتنا جانتے ہوئے بھی کیوں اُن کو خلیفہ نہیں کرتے تو عمر ابن خطاب نے کہا اگر ہم نے اُنھیں خلیفہ نہیں بنایا اور نظر انداز کر دیا تو اُسنے بھی ان کو خلیفہ نہیں بنایا جو ہم سے بہتر تھا (یہ شائد حضرت ابوبکر کی طرف اشارہ تھا) حضرت علیؑ کو لوگ اسلئے اصلع کہا کرتے تھے کہ آپ کے سر پر پیشانی کے اوپر بال نہیں تھے۔ (طبقات ابن سعد جلد سوم ص ۱۲۵، مستدرك الصحیحین امام حاکم، ج ۳ ص ۹۵، کنز العمال ج ۵ ص ۷۳۳۔

علامہ سبط ابن الجوزی اپنی کتاب تذکرہ خواص الامہ میں لکھتے ہیں قال الزهری والعجب ان عبداللہ ابن عمر و سعد ابن ابی وقاص لم یبایعا علیا و بایعا یزید بن معاویه۔ امام زہری نے تعجب ہے کہ عبداللہ ابن عمر اور سعد ابن ابی وقاص نے علیؑ کی تو بیعت نہ کی مگر یزید کی بیعت کی۔

۱۱۔ حضرت علیؑ کی بیعت کے وقت جب عبداللہ ابن عمر لائے گئے تو عبداللہ ابن عمر نے کہا جب سب بیعت کریں گے تو ہم بھی بیعت کریں گے تو حضرت علی نے کہا کہ اس بات کیا ضمانت دیتے ہو تو عبداللہ ابن عمر نے کہا میں کوئی ضمانت دینے سے قاصر ہوں اس پر حضرت مالک اشتر نے کہا اگر حکم دیں تو ابھی اسکی گردن اڑا دیں۔تو حضرت علی نے کہا "اس کو چھوڑ دو یہ بچپن سے بد خلق رہا ہے" تاریخ طبری جلد سوم ص ۵۵ نفیس اکیڈیمی کراچی)

۱۲۔ دور خلافت عبدالملک بن مروان میں جب حجاج ابن یوسف حجاز آیا تو اُس رات کو عبداللہ ابن عمر حجاج کے پاس آئے حجاج اُسوقت لکھ رہا تھا اور بڑی حقارت سے پوچھا کیوں آئے ہو تو جواب دیا آپ کے ہاتھ پر امیر المومنین عبدالملک کی بیعت کرنے تو پوچھا اتنی رات کو عبداللہ ابن عمر کہا اس لئے کہ میں نے رسول اکرم سے سنا من مات ولا امام له مات میتة جاهلیة اگر کوئی بغیر امام کے مرجائے تو اس کی موت جاہل کی موت ہو گی۔ حجاج نے کہا میں مصروف ہوں اور اپنا پیر آگے بڑھا دیا۔ عبداللہ ابن عمر نے حجاج بن یوسف کے پیر پہ بیعت کی۔جب یہ جانے لگے تو حجاج نے کہا ذرا اس احمق کو دیکھنا اس نے علی ابن ابی طالب کی بیعت نہ کی اور اتنی رات کو میرے ہاں بیعت کے لئے آیا ہے۔ الایضاح، الفضل بن شاذان متوفی ۲۶۰ ھ ص ۵۷۷ (فضل بن شاذان ایسے نامور ہستی تھی کہ ذہبی نے اپنی کتاب تذکرۃ الحفاظ ج ۳ ص ۵۷۵ حالات شیخ الاسلام امام ابن ابی حاتم رازی

میں فخر الملک کہ یہ فضل بن زان کے شاگرد تھے اور اسی جلد میں ص ۲۰۹ حالات امام قاضی عسال اصبہانی میں لکھا کہ یہ شاگرد تھے فضل بن شاذان کے شاگرد نافع سے ابن سہل کی احادیث پڑھیں۔ شرح نہج البلاغۃ جلد ۱۳ ص ۲۲۲۔ متوفی ۶۵۶ھ طبع دار احیاء الکتب العربیہ، قاموس الرجال للتستری جلد ۶ ص ۵۴۱، و تنقیح المقال للمامقانی جلد ۲، ص ۲۰۔

۱۳۔ عن زهری عن حمزة بن عبد الله بن عمر عن ابيه في قصة الذه ساله عن قول الله تعالى وان طائفتان من المؤمنين اقتتلوا الآية ان ابن عمر قال ما وجدت في نفسي في شئي من امر هذا الامة ما وجدت في نفسي اني لم اقاتل هذه الفئة الباغية كما امر الله زاد يعقوب بن سفيان في تاريخه من وجه آخر عن زهري قال حمزة فقلنا له ومن ترى الفئة الباغية قال بن الزبير يعني على هؤلاء القوم يعني بني امية فاخرجهم من ديارهم و نكث عهدهم۔ عبد اللہ ابن عمر نے عبد اللہ ابن زبیر کے سانحہ کے بعد یہ حسرت ناک جملہ کہا "ہم کو اسی کی حسرت رہ گئی کہ ہم نے باغیوں سے قتال نہیں کیا جس کا حکم خدا نے دیا تھا۔ تو حمزہ نے کہا تم کس کو باغی قرار دیتے ہو؟ تو کہا یہی ابن زبیر جس نے بغاوت کی اس قوم بنی اُمیہ پر کہ اُن کو اُن کے گھروں سے نکالا اور عہد کو توڑا۔ (فتح الباری ج ۱۳ ص ۶۲ ابن حجر عسقلانی باب اذا قال عند قوم شيائم خرج فقال بخلافة طبع الثانی طبع دار المعرفة للباعة النشر بیروت لبنان)۔ کتنی محبت اور وفاداری تھی عبد اللہ ابن عمر کو بنی اُمیہ سے اس کا اندازہ صرف ایک اس حدیث سے ہو گیا۔

۱۴۔ ابن عساکر نے عبد اللہ ابن عمر ابن خطاب کی زبانی لکھا ہے کہ "ابو بکر کا نام الصدیق تم نے ٹھیک رکھا، عمر کو بھی الفاروق بھی ٹھیک کہا کیونکہ وہ فولادی سنگ کے مانند تھے، عثمان بن عفان دو نور والے کو زبردستی شہید کیا گیا اور اللہ نے اپنی رحمت سے اُنہیں دو گنا حصہ دیا، معاویہ ارض پاک کے بادشاہ ہوئے، اور ان کا بیٹا یزید بھی بادشاہ ہوا، اس کے بعد سفاح، سلام منصور، جابر، مہدی، امین، امیر غضب ہے کہ سب کے سب کعب بن لوی کے خاندان کے افراد "صالح اور بے مثال بادشاہ ہوئے"۔ تاریخ الخلفاء جلال الدین سیوطی ص ۲۱۱)۔ یہ تھے اُن کے ۱۲ خلیفہ۔

۱۵۔ عبد اللہ ابن عمر ابن خطاب کی روایت ہے کہ اگر کوئی باوضو سو جائے اور پھر جاگے تو اس کا وضو نہیں ٹوٹتا دوبارہ وضو کی ضرورت نہیں۔ (سنن ابو داؤد جلد اول ص ۱۱۵ تا ۱۱۶)۔

۱۶۔ عبد اللہ ابن عمر حالت نماز میں جوئیں مار دیا کرتے تھے بعض اوقات جوؤں کے خون کے نشانات اُن کی انگلیوں پر ہوتے تھے۔ (احیاء العلوم الدین الغزالی جلد اول ص ۳۴۳۔ دار الاشاعت کراچی)۔

۱۷۔ عبد اللہ ابن عمر چھ ماہ تک آذربائیجان میں مقیم رہے اور وہاں چھ ماہ تک نماز قصر کر کے پڑھتے رہے۔ غنیۃ الطالبین مصنف "غوث اعظم "عبد القادر جیلانی ص ۶۴۰ مکتبہ ابراہیمیہ لاہور)

اسی کتاب کے صفحہ ۴۳۵ میں عبد اللہ ابن عمر کے والد عمر ابن خطاب کا ایک واقعہ قابل ذکر ہے کہ ابو سعید خدری صحابی رسول اکرم کہتے ہیں "میں عمر ابن خطاب کی خلافت کے ابتدائی زمانے میں میں آپ کے ساتھ حج کو گیا عمر ابن خطاب مسجد میں آئے اور حجر اسود کے پاس آکر کھڑے ہو گئے اور پھر حجر اسود سے مخاطب کر کے کہا کہ ہر صورت میں تو پتھر ہے نہ کچھ فائدہ پہنچا سکتا ہے اور نہ ضرر اگر میں رسول ﷺ کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھتا تو میں تجھے ہرگز نہ چومتا۔ حضرت علیؑ نے فرمایا "ایسا نہ کہو۔ یہ پتھر نقصان بھی دے سکتا ہے اور نفع بھی مگر نفع اور نقصان اللہ کے حکم سے ہے۔ اگر تم نے قرآن پڑھا ہوتا اور جو کچھ اس میں لکھا ہے اُس کو سمجھا ہوتا تو ہمارے سامنے ایسا نہ کہتے۔ عمر ابن خطاب نے کہا اے ابو الحسنؑ آپ ہی فرمائے کہ قرآن میں اس کی کیا تعریف ہے۔ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کی صلب سے اولاد پیدا کی تو اُنہیں اپنی جانوں پر گواہ کیا اور سوال کیا کہ کیا میں تمہارا پروردگار نہیں ہوں اس کے جواب میں سب نے اقرار کیا کہ تو ہمارا پیدا کرنے والا اور

پروردگار ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس اقرار کو لکھ لیا اور اس کے بعد اس پتھر کو بلایا اور اس صحیفے کو اس کی پیٹ میں بطور امانت کے رکھ دیا پس یہ وہی پتھر اس جگہ اللہ کا امین ہے تاکہ قیامت کے دن یہ گواہی دے کہ وعدہ وفا ہو یا نہیں "اس کے بعد عمر ابن خطاب نے کہا "اے ابوالحسنؑ! آپ کے سینے کو اللہ نے علم اور اسرار کا خزینہ بنا دیا ہے"۔

۱۸۔ عبداللہ ابن عمر نے امام حسینؑ سے جب وہ سفر عراق کے لئے جا رہے تھے کہا "آپ جگر گوشہ رسولؐ ہیں آپ کے سوا کوئی والی نہیں ہے۔ اللہ نے آپ پر شر کے دروازے بند رکھے ہیں صرف خیر کے دروازے کھلے ہیں"۔ اس وقت دس ہزار صحابہ موجود تھے جس میں صرف چالیس صحابہ کرام نے امام حسینؑ کا ساتھ دیا (احیاء العلوم الدین الغزالی جلد ۲ ص ۲۰۷ دار الاشاعت کراچی)۔

۱۹۔ **سئل عن جنب اغترف بکوز من جب فاصابت یده الماء فقال غابره نجس**: عبداللہ ابن عمر سے پوچھا گیا کہ ایک شخص جنب تھا اس نے کوزہ لیکر گھڑے سے پانی نکالا اس کا ہاتھ گھڑے کے پانی سے لگ گیا۔ عبداللہ ابن عمر نے کہا گھڑے کا پانی نجس ہو گیا۔ (مگر علماء کے نزدیک اگر جنب کے ہاتھ پر کوئی ظاہری نجاست نہ ہو تو پانی نجس نہ ہو گا)۔ النھایۃ فی غریب الحدیث ج ۳ ص ۳۳۸؛ لسان العرب ج ۵ ص ۳؛ میزان الاعتدال ج ۴ ص ۳۴۱، سلسلہ نمبر ۹۳۸۵۔

حرف آخر یہ کہ مسلمانوں کی تصنیفات اور اُن کے بیانات کا آج اگر جائزہ لیا جائے تو اندازہ ہوتا ہے کہ احمقانہ تقدس کا یہ سلسلہ آج تک جاری ہے اور کسی خود ساز خلیفہ و امام کی عظمت یا کسی ولی و مرشد کی معجزہ نمائی، کسی مسئلہ شرعی کے رواج کے لئے آج تک انہیں جعلی احادیث کا سہارا لیا جا رہا اور انہیں تقدس کے اثرات اور اسلام کی مدد کا درجہ دیا جا رہا ہے۔ جن کتب کے حوالے دیے گئے ہیں اسوقت بھی دستیاب ہیں۔ مگر شرط کھلے ذہن سے پڑھنے اور سمجھنے کی ہے حق خود بخود ظاہر ہو جائے گا۔

بعد وفات رسالت مآبؐ مدینہ سرکار ہو یا بنی اُمیہ ہو یا بنی عباس اُن کا بغض و عناد جو بنی ہاشم سے تھا اُسکا عذر قابل فہم ہے کہ چونکہ وہ اقتدار اور حکومت کے خواہاں اور حریص سلطنت تھے اس لئے بنی ہاشم کا وجود اُن کی آنکھوں میں ہمیشہ کھٹکتا رہا مگر آج کل کے ہواخواہان کے متعلق کیا کہا جائے گا جو آج بھی اس روشن زمانے میں انتہائی بے شرمی سے ان کا دم بھرتے ہیں حالانکہ انھیں معلوم ہے کہ ان سے دنیا ہی ملنے کی امید ہے نہ آخرت ہی سے کچھ حصہ پائیں گے۔ علامہ ذیشان حیدر جوادی طاب ثراہ فرماتے ہیں:

قابل حیف ہے یہ حادثہ علم و ہنر
کیسے انسان کو مٹا دیتا ہے یہ ضعف نظر
آنکھ اندھی ہو تو پتھر نظر آتے ہیں خدا
عقل اندھی ہو تو پھر نور خدا بھی ہے بشر